2329

دار الافتاء

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں!

۱- اگر مدیون دائن کو، یا مقروض، مقرض کو اوپن چیک "دیدے" جو آدمی اوپن چیک کے ذریعے اکاؤنٹ سے پیسے نکالتا ہے تو بینک مثلاً ایک لاکھ روپے میں چھ سو روپے کٹوتی کرتا ہے، اب اگر مدیون دائن کو یا مقروض مقرض کو دین یا قرض کی ادائیگی کیلئے اوپن چیک دیدے، تو اب جب دائن یا مقرض اپنا حق مقروض یا مدیون کے اکاؤنٹ سے وصول کرتا ہے تو اس کو چھ سو روپے کم ملتے ہیں۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ جو آدمی یعنی دائن جو کہ بینک سے پیسے نکالتا ہے وہ (۶۰۰) چھ سو روپے کٹوتی بھی اسی آدمی یعنی دائن یا مقرض کے مال سے ہوگا یا دائن مدیون پر یا مقرض، مقروض پر چھ سو روپے کا رجوع کرے گا؟

وضاحت:- اس مسئلے کی مکمل وضاحت مطلوب ہے۔

۲- دوسری صورت یہ ہے کہ زید کے پاس ایک لاکھ روپے کا اوپن چیک ہے، خالد زید سے کہے کہ آپ مجھے چھ سو روپے کو اوپن چیک دیدو میں آپ کو ایک لاکھ روپے نقد دیتا ہوں کیا یہ صورت جائز ہے یا ناجائز؟

بینوا توجروا

مستفتی - احمد۔ مدرس مدرسہ ابن عباس کوئٹہ
موبائل نمبر - 0310 8001850
پتہ:- جنگ اسٹاپ نزد سریاب روڈ کوئٹہ

نوٹ:- جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں۔

1051

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا ومصليا

(1)۔۔۔واضح رہے کہ دائن کا مدیون سے دین پر کسی قسم کا نفع یا زیادتی وصول کرنا سود ہے جو کہ ناجائز ہے، البتہ دائن دین پر آنے والے حقیقی اخراجات مدیون سے وصول کر سکتا ہے، شرعاً اسکی اجازت ہے۔

لہذا مسئولہ صورت میں اگر اوپن چیک کے ذریعے اکاؤنٹ سے پیسے نکالتے وقت بینک ایک لاکھ روپے میں سے چھ سو روپے کی کٹوتی کرتا ہے، تو یہ دین کے حقیقی اخراجات میں سے ہے، لہذا دائن کا مذکورہ چھ سو روپے مدیون سے وصول کرنا جائز ہے۔

(2)۔۔۔مسئولہ صورت میں اگر قرض کا معاملہ کیا جائے یعنی مُقرِض (خالد) مقروض (زید) کو ایک لاکھ روپے قرض کے طور پر نقد دے اور مقروض (زید) قرض کی ادائیگی کیلئے ایک لاکھ روپے کا اوپن چیک اور چھ سو روپے (جو کہ قرض کا حقیقی خرچہ ہے) مُقرِض (خالد) کو دیدے تو یہ صورت جائز ہے۔

اور اگر مسئولہ صورت میں بیع کا معاملہ کیا جائے یعنی خالد اپنے ایک لاکھ روپے زید کو ایک لاکھ روپے کے اوپن چیک اور چھ سو روپے کے عوض بیچے تو یہ صورت ناجائز ہے، کیونکہ جب ایک ملک کی کرنسی کا آپس میں تبادلہ کیا جائے تو تماثل کے ساتھ ساتھ دونوں عوضوں پر مجلسِ عقد ہی میں قبضہ کرنا ضروری ہوتا ہے اور یہاں ایک عوض (اوپن چیک کے ذریعے ملنے والی رقم) پر مجلسِ عقد میں قبضہ موجود نہیں ہے، کیونکہ چیک پر قبضہ شرعاً رقم پر قبضہ نہیں ہے اور کمی زیادتی ہے جو جائز نہیں۔

لمافی أحكام القرآن للجصاص ط العلمية (1/ 587)

وقوله تعالى: {وليكتب بينكم كاتب بالعدل} فيه أمر لمن تولى كتابة الوثائق بين الناس أن يكتبها بالعدل بينهم.....ولو كان كتب الكتاب فرضا على الكاتب لما كان الاستحار يجوز عليه لأن الاستحار على فعل الفروض باطل لا يصح؛ **فلما لم يختلف الفقهاء في جواز أخذ الأجرة على كتب كتاب الوثيقة** دل على أن كتبه ليس بفرض لا على الكفاية ولا على التعيين.

وفي المعايير الشرعية: (ص:٣٣٣)

مستند جواز أن يأخذ المقرض ما يعادل التكلفة الفعليةفقط أنها ليست زيادة على القرض و المقرض محسن وما على المحسن من سبيل و مستند تحريم أخذزيادة عليهاأنها تكون عوضا عن القرض حينئذ،وقد صدر بشان التكاليف الفعليةللقرض قرار مجمع الفقهي الاسلامي الدولي رقم١٣(١/٣)-

جاری ہے---

Scanned by CamScanner

وفی مجلة مجمع الفقه الإسلامي (2/ 979، بترقيم الشاملة آليا)

وقالوا إنه يجوز للبنك أخذ أجر شريطة أن لا يزيد عن التكلفة الحقيقية للخدمات المقدمة.

وفی المعايير الشرعية. (ص:٣٢٥)

يجوز للمؤسسة المقرضة أن تأخذ علي خدمات القروض ما يعادل مصروفاتها الفعلية المباشرة،ولا يجوز لها أخذ زيادة عليها،وكل زيادة علي المصروفات الفعليةمحرّمة .ويجب أن تتوخي الدقة في تحديدالمصروفات الفعلية بحيث لو لا يؤدّي الي زيادة تؤوّل الي فائدة و الأصل أن يتحمّل كل قرض بتكلفته الخاصةبه الا اذا تعذر ذلك،كما في أوعية الاقراض المشتركة الخ

وفي بحوث في قضايا فقهية معاصرة:(214/1)

لا مانع من أن يطالب البنك مستقرضيه بأداء مبلغ مقابل التكلفات الادارية التي تحمّلها في تقويم المشروعات،ومتابعة تنفيذها،مادام ذلك المبلغ لايجاوز التكلفات الفعليّة الواقعة في ذلك المشروع خاصّة الخ

وفي بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (5/ 237)

وكذا إذا تبايعا فلسا بعينه بفلس بعينه فالفلسان لا بعينان، وإن عينا إلا أن القبض في المجلس شرط حتى يبطل بترك التقابض في المجلس لكونه افتراقا عن دين بدين ولو قبض أحد البدلين في المجلس وافترقا قبل قبض الآخر ذكر الكرخي أنه لا يبطل العقد؛ لأن اشتراط القبض من الجانبين من خصائص الصرف، وهذا ليس بصرف فيكتفى فيه بالقبض من أحد الجانبين؛ لأن به يخرج عن كونه افتراقا عن دين بدين، وذكر في بعض شروح مختصر الطحاوي - رحمه الله - أنه يبطل لا لكونه صرفا بل لتمكن ربا النساء فيه لوجود أحد وصفي علة ربا الفضل وهو الجنس، وهو الصحيح.

وفي بحوث في قضايا فقهية معاصرة.(167/1)

فالصحيح الراجح في زماننا أنّ مبادلة الأوراق النقديةالصادرة من دولة واحدة انما تجوز بشرط تماثلها و لا يجور التفاضل فيه..... .أمّاالنسيئةفي تبادل العملات المتجانسة،فقد ذكرناأنها لاتجوز باتفاق الأئمةالحنفية،لا لكونه صرفا،بل لأن الجنس بانفراده يحرّم النسيئةوان لم يوجد القدر. واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح
احمود اشرف غفر اللہ

الجواب صحیح
11/1/1438

الجواب صحیح
محمد زبیر عفا اللہ عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
9/محرم/1438ھ
11/اکتوبر/2016ء

Scanned by CamScanner